بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِي كُنتَ عَلَيْهَا إِلَّا لِنَعْلَمَ مَن يَتَّبِعُ الرَّسُولَ

اور اے محبوب! تم پہلے جس قبلہ پر تھے ہم نے وہ اسی لیے مقرر کیا تھا کہ دیکھیں کون رسول کی پیروی کرتا ہے (بقرہ ۱۴۳)

قبلہ

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

ایم۔ اے، پی۔ ایچ۔ ڈی

۷

ادارۂ مسعودیہ، ۲/۵۰۶۔ ای، ناظم آباد۔ کراچی (سندھ)

اسلامی جمہوریہ پاکستان، ۱۴۱۷ھ/۱۹۹۶ء

DESIGNED & PROCESSED BY AL-HANIF

وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِي كُنْتَ عَلَيْهَا إِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَتَّبِعُ الرَّسُولَ ۔ (سورۃ بقرہ ۱۴۳)

تم پہلے جس قبلے پر تھے ہم نے وہ اسی لیے مقرر کیا تھا کہ دیکھیں کون رسول کی پیروی کرتا ہے

ضیاء الدین پبلیکیشنز ... کھارادر کراچی

قبلہ

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

ایم۔ اے، پی۔ ایچ۔ ڈی

ہمدانی ذخیرہ کتب

بین الاقوامی سلسلہ نمبر ۷

ادارہ مسعودیہ ۶/۲، ۵۔ ای، ناظم آباد کراچی (سندھ)

اسلامی جمہوریہ پاکستان

۱۴۱۶ھ/۱۹۹۶ء

بسم الله الرحمن الرحیم

بسم الله الرحمن الرحيم
الله
كتبه گوهر قلم

محمد
صلى الله عليه وسلم
١٤١٢هـ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

انسان جس سے محبت کرتا ہے، دل اسی کی طرف کھنچتا ہے، ایک فارسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے ؎

دارم دلکے قبلہ نمامی خوانمش ۔۔۔ رُوسوئے اُو می کند ہر چند کہ می گردانمش

(میرا ایک چھوٹا سا دل ہے جس کو میں "قبلہ نما" کہتا ہوں، میں کتنا ہی اس کو گھماؤں پھراؤں مگر وہ تو رُخ اُسی کی طرف کرتا ہے۔)

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اقدس پر حاضر ہونے والوں کا یہی حال ہے۔ اور یہ حال کیوں نہ ہو، اللہ اور اس کے فرشتے بھی آپ کی طرف متوجہ ہیں، رحمتیں بھیج رہے ہیں ہم کو بھی یہی حکم ہے کہ آپ کی طرف متوجہ رہیں، صفت و ثناء کریں اور درود و سلام بھیجیں، محبت کا حق ادا کریں ——— یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ○ (احزاب : ۵۶)

ہاں درِ کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) پر حاضر ہونے والے ہزار آرزوؤں اور تمناؤں کے بعد پہنچتے ہیں ——— کچھ اسی آرزو میں تڑپ رہے ہیں ——— بہت سے اسی آرزو میں مر گئے ——— نہیں نہیں زندہ ہو گئے ؎

قسمت نگر کہ کشتۂ شمشیر عشق یافت

مرگے کہ زندگاں بدُعا آرزو کنند

مگر جو پہنچ گئے، اُن کی بیقراریاں اور آہ و زاریاں شنیدنی و دیدنی ہیں ——— دل سنبھالے ہوئے، آنسوؤں پر بند باندھے ہوئے، آرزوؤں پر پہرے بٹھائے ہوئے، باادب ہاتھ باندھے کھڑے ہیں ع

ادب گاہیست زیر آسماں از عرش نازک تر !

مگر ہاتھ باندھنے نہیں دیتے ——— دعا کے لیے ہاتھ اُٹھاتے ہیں، ہاتھ اٹھانے نہیں دیتے ——— قبلہ کی طرف رُخ پھیر دیتے ہیں ——— اللہ اللہ آنے والے کس لگن سے آتے ہیں، کس چاہت سے آتے ہیں ——— حیران ہیں کہ درِ کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) سے رُخ کیوں پھیریں؟ ——— اللہ نے تو اسی طرف متوجہ کیا ہے، اللہ اور فرشتے خود بھی اس طرف متوجہ ہیں، ——— جو اس طرف متوجہ ہو گیا وہ اللہ کی طرف متوجہ ہو گیا ——— جو اس در سے پھر گیا وہ اللہ سے بھی پھر گیا ——— شاید رازِ محبت اُن کو نہیں معلوم جن کو معلوم ہونا چاہیئے تھا ——— بہترین بھلائی یہ ہے کہ بھائی کو اچھی باتیں بتا دی جائیں ——— قرآنِ کریم اور احادیث شریفہ اچھی باتوں سے معمور ہیں ——— آیئے قرآن حکیم کھولیں، احادیث شریفہ دیکھیں ——— خود بھی دیکھیں اور اپنے بھائیوں کو بھی دکھائیں ——— شاید بات سمجھ میں آجائے ——— شاید کوئی نکتہ دل میں بیٹھ جائے ——— بیقراروں کی آرزوئیں پوری ہو جائیں ——— آنسوؤں کی سوغات قبول ہو جائے ———

○

"قبلہ" کے معنی ہیں، "وہ چیز جس کی طرف رخ کیا جائے" ——— چونکہ نماز میں بیت اللہ کی طرف رخ کرتے ہیں اس لیے اس کو "قبلہ" کہا جانے لگا ——— ہر قوم کا ایک "قبلہ" رہا ہے جس کا قرآنِ حکیم میں اس طرح ذکر کیا گیا ہے ——— وَلِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيهَا (بقرہ: ١٤٨) ——— "اور ہر کسی واسطے ایک سمت ہے (یعنی قبلہ) جس کی طرف وہ منہ کرتا ہے" ——— کسی خاص سمت رخ کرنا بے مقصد نہیں، جہاں اور مقاصد ہیں، وہاں ایک یہ بھی مقصد ہے کہ ملت میں وحدت اور یکجہتی قائم رہے اور پوری قوم متحد الجہت نظر آئے ——— اسی لیے جب فرعون

نے بنی اسرائیل کی زندگی اجیرن کر دی اور مسجدوں میں نماز پڑھنا ممکن نہ رہا تو ان کو قبلہ رُخ نماز پڑھنے کا حکم ہوا (یونس : ۸۷) —— اس سے معلوم ہوا کہ سمت کے تعین میں نفسیاتی، قومی، مذہبی، جغرافیائی اور تاریخی اہمیت ہے —— سمت متعین کرنے کا ہرگز یہ مقصد نہیں کہ اللہ اُدھر ہی ہے دوسری طرف نہیں، ایسا خیال بھی کفر ہے —— قرآن کریم نے اس خیال کی تکذیب کرتے ہوئے فرمایا —— وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ ط (بقرہ : ۱۱۵)

"اور مشرق و مغرب اللہ ہی کا ہے جس طرف منہ کرو اُدھر ہی وجہُ اللہ ہے۔" ——

پھر انسان کو یہ بھی خیال آسکتا ہے شاید کسی خاص طرف مُنہ کرنے اور رُخ پھیرنے میں کوئی نیکی ہو! —— قرآن حکیم نے اس خیال کی بھی تردید فرمائی اور فرمایا —— لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ (بقرہ : ۱۷۷) —— "مشرق اور مغرب کی طرف تمہارا منہ کر لینا نیکی نہیں" —— نیکی کا تعلق ایمان اور قلب کی خاص کیفیت سے ہے، ظاہر سے نہیں، اس لیے اگر کوئی صحرا میں سمت قبلہ معلوم نہ کر سکے تو جس سمت کو اس کا دل قبلہ بنا کر نماز پڑھ لے، نماز ہو جائے گی کیوں کہ ہر طرف اللہ ہی اللہ ہے۔

بیت اللہ شریف دنیا میں سب سے پہلی عبادت گاہ اور سب سے پہلا قبلہ ہے —— اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِىْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ (آل عمران: ۹۶) —— "بے شک سب میں پہلا گھر جو لوگوں کی عبادت کے لیے مقرر ہوا، وہ ہے جو مکہ میں ہے، برکت والا اور سارے جہاں کا راہنما" —— پھر رفتہ رفتہ دنیا والے گمراہ ہونے لگے، ان پر

طوفان آیا، بیت اللہ اٹھا لیا گیا ــــــــــ صدیوں بعد حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل علیہما السلام نے اللہ کے حکم سے بیت اللہ کی بنیادوں کو دوبارہ اٹھایا ــــــــــ وَاِذْ یَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ وَاِسْمٰعِیْلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ○ (بقرہ : ۱۲۷) ــــــــــ "اور جب ابراہیم اور اسمٰعیل اس گھر کی بنیادیں یہ کہتے ہوئے اٹھاتے تھے، اے ہمارے رب! ہم سے قبول فرما بیشک تو ہی ہے سنتا جانتا" ــــــــــ جب یہ دونوں بنیادیں اٹھا رہے تھے تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد آمد کی دعا مانگ رہے تھے ــــــــــ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِكَ وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَیُزَكِّیْهِمْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ○ (بقرہ : ۱۲۹) ــــــــــ "اے ہمارے رب! اور بھیج ان میں ایک رسول انہیں میں سے کہ ان پر تیری آیتیں تلاوت فرمائے انہیں تیری کتاب اور پختہ علم سکھائے اور انہیں خوب ستھرا فرمائے، بے شک تو ہی ہے غالب حکمت والا" ــــــــــ حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل علیہما السلام کا بیت اللہ کی بنیادیں اٹھانا اور بنیادیں اٹھاتے وقت حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد فرمانا اور آپ کے لیے دعا کرنا سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم میں تھا اسی لیے آپ فرماتے تھے ــــــــــ "میں ابراہیم کی دعا ہوں" ــــــــــ (البدایہ والنہایہ، ج ۲، ص ۲۷۵) ــــــــــ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اولاد اسمٰعیل (علیہ السلام) سے تھے اور آپ کی نگاہِ کرم بیت اللہ ہی پر تھی، جب ۶۱۰ء میں آپ نے نبوت کا اعلان فرمایا اور نماز فرض ہوئی تو بیت اللہ ہی مسلمانوں کا پہلا قبلہ قرار پایا ــــــــــ اعلان نبوت سے قبل بھی اہل مکہ کی عبادت گاہ بیت اللہ ہی تھا گو اس کو بتوں اور مقدس ہستیوں کی تصاویر سے آلودہ کر دیا گیا تھا ــــــــــ قبلہ قرار پانے کے بعد مسلمان اس سمت سجدہ کرتے تھے۔ مگر دیکھنے والوں پر یہ راز نہ کھلا تھا کہ سجدہ کرنے والے بیت اللہ کی سمت قدیم عادت کی بناء پر سجدہ

کر رہے ہیں یا سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و پیروی میں سجدہ کر رہے ہیں؟ کیونکہ قبلہ سے مقصود خود بیت اللہ نہیں بلکہ آپ کی اطاعت و پیروی ہے ——— مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ (نساء : ۸۰) ——— "جس نے رسول کی اطاعت کی بیشک اُس نے اللہ کی اطاعت کی" ——— حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم جب تک مکہ معظمہ میں رہے بیت اللہ ہی قبلہ رہا ——— ۶۲۲ء میں جب آپ نے مدینہ منورہ ہجرت فرمائی تو پہلے ہی سال بیت اللہ کے بجائے بیت المقدس قبلہ قرار پایا جو تقریباً ۱۷ ماہ تک رہا ——— اس تبدیلی سے دیکھنے والوں کو مہاجرین کی استقامت اور حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کے کمالِ اُلفت و محبت کا حال معلوم ہو گیا ——— تیرہ برس جو قبلہ رہا اُس کو حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و محبت کی خاطر آن کی آن میں بلا چون و چرا چھوڑ دیا گیا ——— سب کے رُخ بیت اللہ سے بیت المقدس کی طرف پھر گئے ——— مگر منافقین کا حال ظاہر ہو گیا ——— جیسا کہ عرض کیا گیا تقریباً ۱۷ ماہ تک بیت المقدس قبلہ رہا، اہلِ مدینہ خوش تھے کیونکہ ظہورِ اسلام سے قبل ان کا قبلہ "بیت المقدس" ہی تھا ——— لیکن انصارِ مدینہ (جو یہودیت اور نصرانیت کو چھوڑ کر مسلمان ہوئے تھے) کے دل کا حال نہیں کھلا تھا کہ وہ بیت المقدس کی طرف سجدہ اس لیے کر رہے ہیں کہ حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کا رُخ اس طرف ہے یا سابقہ عادت کی وجہ سے سجدہ کر رہے ہیں ——— حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہِ گرامی بیت اللہ کی طرف تھی ——— ۲ھ ۶۲۳ء میں ایک روز نماز ہی میں یہ آرزو دل میں لیے بار بار آسمان کی طرف نظر اٹھاتے، کاش بیت اللہ قبلہ ہو جائے ——— دلوں کا حال جاننے والے نے آن کی آن میں محبوبِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تمنا پوری کر دی ——— اچانک وحی نازل ہوئی ——— قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ

فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهٗ ط الآیہ (بقرہ : ۱۴۴) ——— "بیشک ہم تمہارے چہرے کا آسمان کی طرف بار بار اٹھنا دیکھ رہے ہیں تو ہم ضرور تم کو اس قبلہ کی طرف پھیر دیں گے جس میں تمہاری خوشی ہے۔ ابھی مسجد حرام کی طرف اپنا منہ پھیر لو اور (اے مسلمانو!) تم جہاں ہو اسی طرف منہ پھیرا کرو" ——— ۵

اے زہے شانِ عبدیت تری!

تو جدھر ہے، ادھر خدائی ہے

تحویل قبلہ نے ایک طرف حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوبیت کو عالم آشکار کیا تو دوسری طرف دلوں کے راز کھول دیئے ——— مومن و منافق الگ ہو گئے ——— انسان کی فطرت ہے صدیوں کی عادت آنِ واحد میں نہیں چھٹتی ——— دلوں میں چور چھپے رہتے ہیں ——— اللہ تعالیٰ نے روز اول ہی کھرا اور کھوٹا الگ کر دیا ———

تحویل قبلہ نے یہود و نصاریٰ اور ان منافقین کو مضطرب کر دیا جو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و اطاعت میں نہیں بلکہ عادۃً بیت المقدس کی طرف سجدہ کر رہے تھے ——— ان کے دل کے چور ظاہر ہو گئے اور اعتراضات ہونے لگے ——— سَيَقُولُ السُّفَهَاءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلَّاهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِي كَانُوا عَلَيْهَا ۚ قُلْ لِلَّهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ط الآیہ (بقرہ : ۱۴۲) ——— "بیوقوف کہیں گے، مسلمان جس قبلہ پر تھے کس بات نے اُن کو اس قبلے سے پھیر دیا؟ تم کہدو مشرق و مغرب تو اللہ ہی کا ہے" ——— یعنی جب ہر سمت اسی کی ہے تو ایک سمت کو چھوڑ کر دوسری سمت منہ کرنے پر اعتراض کرنا سراسر حماقت ہے ——— پھر دوسری جگہ فرمایا کہ بات قبلہ کی نہیں، بات تو ضد بحث کی ہے حالانکہ آپ کو اس طرح جانتے پہچانتے ہیں جیسے اپنے بیٹوں کو (البقرہ : ۱۴۲)

توریت میں آپ کی ایک نشانی یہ بتائی گئی تھی کہ آپ دو قبلوں کی طرف یکے بعد دیگرے

رُخ کر کے نماز پڑھیں گے ـــــــ گویا قبلہ کا بدلا جانا آپ کی نبوّت
کی نشانیوں میں سے ایک نشانی تھی جو ظاہر ہوئی مگر ضد کا عالم یہ ہے کہ اگر آپ اہل کتاب
کے پاس ساری نشانیاں لے آئیں تو وہ آپ کے قبلے کو نہ مانیں (بقرہ : ۱۴۵) ـــــــ
تحویل قبلہ کی پہلی حکمت تو معلوم ہو گئی مگر دوسری حکمت جس کی پہلی حکمت فرع ہے نہایت
ہی اہم اور قابل توجہ ہے۔
انسان کو یہ گوارا نہیں کہ جو چیز اُس کی قومیّت ، مذہب بلکہ اُس کے وجود کی بنیاد،
علامت اور نشانی ہو اُس سے اُس کو جدا کر کے اس کی بنیادیں ہلا دی جائیں ـــــــ
سارے عالم میں فساد اسی جذبۂ قومیت کی وجہ سے ہے ـــــــ اپنے قومی آثار
میں سے ادنٰی چیز بھی کوئی چھوڑنے کے لیے تیار نہیں ـــــــ مگر جب کسی سے محبت
کی جاتی ہے تو ساری بنیادیں ہل جاتی ہیں ـــــــ اگر کسی محبت کرنے والے نے، محبوب
کی خاطر اپنی محبوب چیزوں کو نہ چھوڑا ، اس نے محبت کرنی نہ جانی اور محبوب کی قدر نہ پہچانی
ـــــــ اللہ تعالیٰ قبلہ کو تبدیل کر کے عاشقوں کے دل کی اس کیفیت کو دکھانا چاہتا
ہے ـــــــ کس نے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر برسوں کے قبلہ کو چھوڑ کر اُس
کو قبلہ بنایا جس کو محبوب نے قبلہ بنایا ـــــــ کس کی نظر محبوب پر رہی ؟ ـــــــ
کس کی نظر قبلہ پر رہی ؟ ـــــــ کامیاب ہوا جس کی نظر محبوب پر رہی ، نامراد ہوا جس کی
نظر قبلہ پر رہی ـــــــ سنیئے سنیئے ، راز محبت سے پردہ اٹھایا جا رہا ہے ـــ
وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِیْ كُنْتَ عَلَیْهَآ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ
یَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ یَّنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَیْهِ ؕ (الآیہ (بقرہ ، ۱۴۳)
ـــــــ "اور جس قبلہ پر آپ تھے وہ ہم نے اس لیے مقرر کیا تھا کہ یہ دیکھیں
کون آپ کے پیچھے پیچھے چلتا ہے اور کون اُلٹے پاؤں پھر جاتا ہے ؟" ـــــــ
یعنی کون آپ کی اطاعت میں بیت المقدس کی طرف سجدہ کرتا ہے اور کون آپ کو چھوڑ

کر بیت اللہ کی طرف سجدہ کرتا ہے ——— مدینہ منورہ سے بیت القدس شمال کی طرف ہے اور بیت اللہ جنوب کی طرف ——— شمال سے الٹے پاؤں پھرنے والا جنوب ہی کی طرف جائے گا یعنی بیت القدس سے منہ پھیرنے اور آپ کی اطاعت نہ کرنے والا بیت اللہ ہی کی طرف جائے گا ——— مگر اللہ کو یہ بات پسند نہیں کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نظر نہ رکھی جائے اور صرف وصرف قبلہ کی طرف نظر رکھی جائے۔

——— اصل مقصود تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و پیروی ہے ——— بیت اللہ اس لیے قبلہ ٹھہرا کہ وہ آپ کا منظورِ نظر تھا ———

ہم اس فکر میں ہیں کہ جب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سامنے ہوں تو رُخ آپ کی طرف کریں یا قبلہ کی طرف ——— دعا کے لیے ہاتھ آپ کی طرف اٹھائیں یا قبلہ کی طرف ؟ ——— مگر جب مذکورہ آیت کریمہ اور مشکوٰۃ شریف کی یہ حدیث پاک سامنے آتی ہے تو سارے وسوسے اور اندیشے کافور ہو جاتے ہیں ——— وَعَنْ ابْنِ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ عَمِّهٖ اَبِیْ خُزَيْمَةَ اَنَّهٗ يَرٰی فِيْمَا يَرَی النَّائِمُ اَنَّهٗ سَجَدَ عَلٰی جَبْهَةِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهٗ فَاضْطَجَعَ لَهٗ وَقَالَ صَدِّقْ رُؤْيَاكَ فَسَجَدَ عَلٰی جَبْهَتِهٖ (مشکوٰۃ شریف، ج ۲، ص ۳۸۷) ——— "ابن خزیمہ بن ثابت سے روایت ہے کہ انکے چچا حضرت ابو خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خواب دیکھا کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک پیشانی پر سجدہ کر رہے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ خواب عرض کیا، آپ لیٹ گئے اور فرمایا ——— "اپنا خواب سچا کر لو" چنانچہ انہوں نے آپ کی مبارک پیشانی پر سجدہ کیا" ——— جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کا نقش پا سجدہ گاہ بن سکتا ہے (البقرہ : ۱۲۵) تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک پیشانی سجدہ گاہ کیوں نہیں بن سکتی ؟ ——— حضرت ابو خزیمہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے

تاجدار دو عالم حضور انور صلی علیہ وسلم کی پیشانی پر سجدہ کیا۔ ـــــــ سبحان اللہ!

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم قبلہ محبت ہیں ـــــــ اللہ نے آپ کو قبلہ بنایا

ـــــــ سنیے سنیے، قرآن کیا کہہ رہا ہے۔ قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُ

كُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ ۨاقْتَرَ

فْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ

اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا

حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝

(توبہ : ۲۴) ـــــــ "آپ کہہ دیجئے اگر تمہارے بیٹے، تمہارے بھائی، تمہاری بیویاں

تمہارے عزیز رشتہ دار، تمہاری جمع پونجی، تمہاری تجارت جس کے نقصان کا تم کو کھٹکا لگا رہتا

ہے، تمہارے من بھاتے مکانات (یہ سب) تم کو اللہ و رسول اور اس کی راہ میں جہاد کرنے

سے زیادہ محبوب ہوں تو اللہ کے حکم کا انتظار کرو، بیشک اللہ سرکشوں کو ہدایت نہیں

دیتا۔" ـــــــ آیت کریمہ میں اس کو سرکش کہا گیا ہے جو آپ سے منہ پھیرتا ہے کیونکہ

منہ پھیرنا محبت و ادب کے منافی ہے اور آیت میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے کمال

محبت و ادب کا مطالبہ کیا گیا ہے ـــــــ تمام فرشتوں کو حکم ہوا کہ حضرت آدم

علیہ السلام کو سجدہ کریں اور حکم دینے والا وہ لاشریک لہٗ تھا ـــــــ وَاِذْ قُلْنَا

لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ۭ الآیہ (بقرہ : ۳۴)

ـــــــ "اور جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو تو سب سجدے میں گر پڑے

مگر شیطان، اُس نے نہ مانا" ـــــــ شیطان نے پیٹھ پھیر لی اور مردود ازلی ٹھہرا ـــــــ

قرآن کریم میں اس واقعہ کا بار بار ذکر کیا گیا ہے ـــــــ سورۂ اعراف میں (آیت

نمبر ۱۱)، سورۂ اسراء میں (آیت نمبر ۶۱) سورہ کہف میں (آیت نمبر ۵۰) سورۂ طٰہٰ میں

(آیت نمبر ۱۱۵) اور سورۂ حجر میں (آیت نمبر ۲۹) فرمایا کہ کوئی فرشتہ نہ بچا سب ہی نے

سجدہ کیا ———— فَاِذَا سَوَّیْتُہٗ وَنَفَخْتُ فِیْہِ مِنْ رُّوْحِیْ فَقَعُوْا لَہٗ سٰجِدِیْنَ ○ فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِکَۃُ کُلُّھُمْ اَجْمَعُوْنَ ○ (حجر: ۲۹-۳۰)

"توجب میں اسے ٹھیک کرلوں اور اس میں اپنی طرف کی خاص معزز روح ———— پھونک دوں تو اس کے لیے سجدہ میں گر پڑنا تو جتنے فرشتے تھے سب کے سب سجدہ میں گرے"

———— حضرت آدم علیہ السلام امین نور مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) تھے ———— اللہ تعالیٰ نے تعظیم و تکریم کے لیے سب فرشتوں کو سجدہ کا حکم دیا اور سب ہی نے سجدہ کیا

———— غالباً اسی وجہ سے حافظ ابن قیم نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں حاضری کے وقت زائرین کو مواجہ شریف میں تذلل و انکساری اور سر جھکانے کی ہدایت کی ہے ———— کیا خوب کہا ہے :-

فَیَقُوْمُ دُوْنَ الْقَبْرِ وَقْفَۃَ خَاضِعٍ
مُتَذَلِّلٍ فِی السِّرِّ وَالْاِعْلَانٗ

(ترجمہ) پھر قبر انور کے سامنے اس طرح ادب سے کھڑے ہوں کہ ظاہر و باطن میں مکمل خشوع و خضوع اور تذلل و انکساری ہو۔

فَکَاَنَّہٗ فِی الْقَبْرِ حَیٌّ نَاطِقٌ
وَالْوَاقِفُوْنَ نَوَاکِسُ الْاَذْقَانُ

(شفاء الفواد، ص ۱۸۲)

(ترجمہ) آپ قبر انور میں زندہ ہیں اور کلام فرماتے ہیں، آپ کی خدمت میں حاضری دینے والے سر جھکائیں۔

مسلمان مانگنے کے لیے تو ہر کسی کے آگے ہاتھ پھیلا دیتا ہے مگر جھکتا اللہ ہی کے سامنے ہے لیکن حافظ ابن قیم کہہ رہے ہیں کہ دربار رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں آنے والے بھی سر جھکائیں کہ جس نے اُن کے آگے سر جھکایا حقیقت میں اس نے اللہ ہی کے آگے

حضرت آدم علیہ السلام کے آگے فرشتوں کا سر جھکانا، اللہ کے حضور سر جھکایا ——— سر جھکانا تھا کہ اللہ کے حکم سے سر جھکایا گیا، ابلیس یہ رازِ محبت نہ سمجھ سکا اور ہمیشہ ہمیشہ کے لیے مردود ہوا ——— اُس نے اللہ کے آگے سر جھکانے سے انکار نہ کیا تھا؛ اس نے اللہ کے محبوب کی تعظیم و تکریم سے انکار کیا تھا ——— اس نکتے کو ذہن میں رکھنا چاہئے ——— اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اس عظیم الشان واقعہ کا ذکر صرف بطور حکایت نہیں فرمایا بلکہ اس واقعہ سے ہم کو یہ سبق دینا ہے کہ اگر تم کو اللہ سے محبت ہے تو پھر اللہ کے محبوب کے آگے جھکنا ہے، کسی حالت میں ان سے رُخ نہیں پھیرنا ——— بیت اللہ کو مسلمانوں کا مرکز توجہ بنایا مگر سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا منظورِ نظر بنایا اور اپنے فرشتوں اور ایمان والوں کا مرکز نگاہ بنایا ——— اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ۚ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝ (احزاب : ۵۶)

"بیشک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس نبی پر، اے ایمان والو! ان پر درود اور خوب سلام بھیجو!" ——— ظاہر ہے کہ وہ مرکز توجہ زیادہ افضل ہے جو نہ صرف ایمان والوں کا بلکہ اللہ اور اس کے فرشتوں کا بھی مرکز توجہ ہے ——— ہم نماز میں بیت اللہ کی سمت اس لیے رُخ کرتے ہیں کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سمت رُخ مبارک کیا تھا ——— حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہی یہ ہے، جب ہم بیت اللہ کی طرف منہ کرتے ہیں تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرتے ہیں ——— اللہ کو یہ بات پسند نہیں کہ کوئی اس کے محبوب سے منہ پھیر کر کھڑا ہو جائے ——— اس نے تو محبت کی شرط یہ لگائی ہے کہ رُخ محبوب کی طرف ہو ——— قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ الآیہ (آل عمران : ۳۱) ——— "تم کہہ دو اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو، میرے رخ پر چلو" ——— کیوں کہ اللہ کی طرف رخ کرنا تو میں نے ہی سکھایا ہے ——— میں نے توحید کا راز تم کو بتایا

ہے ـــــــ مجھ کو چھوڑ کر تم کہاں جاؤ گے؟ ـــــــ حضرت یوسف علیہ السلام
کی کٹھن گھڑی میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے پاسدار بنے ـــــــ وَلَقَدْ هَمَّتْ
بِهٖ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَا اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ (یوسف: ۲۴) ـــــــ رب کی برہان
کون ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی تو رب کی برہان ہیں ـــــــ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ قَدْ
جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ (نساء: ۱۷۴) ـــــــ "اے لوگو بے شک
تمہارے پاس اللہ کی طرف سے واضح دلیل آئی" ـــــــ حضرت یوسف علیہ السلام
جو عکسِ جمالِ مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) تھے ان کو والدین اور بھائیوں نے سجدہ کیا
ـــــــ وَرَفَعَ اَبَوَیْهِ عَلَى الْعَرْشِ وَخَرُّوْا لَهٗ سُجَّدًا ج (یوسف: ۱۰۰)
ـــــــ "اور اپنے والدین کو تخت پر اونچا بٹھایا اور سب ان کے آگے سجدے میں گر پڑے"
ـــــــ غور فرمائیں عکسِ آفتاب کو سجدہ کیا جائے اور آفتابِ نبوت کے آگے دُعا کے لیے ہاتھ اٹھانا
بھی جرم ٹھہرے! ـــــــ حضور کی شان تو یہ ہے کہ نماز میں بھی یاد فرمائیں تو حاضر
ہونا ہی ہوتا ہے، ذرا تاخیر نہیں کرنی ـــــــ ایک صحابی نماز پڑھ رہے تھے، سرکارِ
دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے آواز دی، نہ آئے ـــــــ پھر آواز دی، نہ آئے
ـــــــ تھوڑی دیر بعد حاضر ہوئے ـــــــ ارشاد ہوا دیر کیوں لگی ـــــــ عرض کی نماز
پڑھ رہا تھا ـــــــ فرمایا ـــــــ کیا تم نے یہ آیت نہیں پڑھی
ـــــــ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا یُحْیِیْكُمْ
الآیہ (انفال: ۲۴) ـــــــ "اے ایمان والو، اللہ اور اس کے رسول کا حکم بجا لاؤ جس وقت
وہ تم کو اس کام کی طرف بلائیں جس میں تمہاری زندگی ہے" ـــــــ سبحان اللہ حکم یہ ہے
کہ اگر سرکار بلائیں تو نمازی قبلہ سے منہ پھیر کر اس قبلۂ محبت کے حضور حاضر ہو ـــــــ کام
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہو رہا ہے، ارشاد کی تکمیل ہو رہی ہے اور نماز پڑھنے والا نماز میں
ہے ـــــــ جب کام کر چکے نماز وہیں سے شروع کرے جہاں سے چھوڑی تھی۔

آپ نے مقام محبوبیت ملاحظہ فرمایا!

ایک اور واقعہ قابلِ توجہ ہے جس کو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے روایت فرمایا ہے

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایام علالت میں ایک روز صحابہ کرام مسجد نبوی شریف میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی امامت میں نماز پڑھ رہے تھے کہ اچانک حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے کاشانۂ اقدس کا پردہ اٹھایا اور صحابہ کرام کو دیکھ کر مسکرا دیئے خوشی کے مارے صحابہ کرام کی نظریں نماز ہی میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک کی طرف لگ گئیں، قریب تھا کہ سب نماز توڑ دیتے مگر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ فرمایا کہ نماز مکمل کرلو — پھر آپ کاشانۂ اقدس میں تشریف لے گئے اور پردہ ڈال دیا

یہ حدیث بخاری شریف میں موجود ہے، راوی نماز میں شریک تھے، روایت کے الفاظ سے اندازہ ہو رہا ہے کہ وہ بچشم خود ملاحظہ فرما رہے ہیں اور بیان فرما رہے ہیں، آپ بھی اس روایت کے الفاظ ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) قَدْ كَشَفَ سِتْرَ حُجْرَةِ عَائِشَةَ فَنَظَرَ اِلَيْهِمْ وَهُمْ فِيْ صُفُوْفِ الصَّلٰوةِ

(۲) ثُمَّ تَبَسَّمَ يَضْحَكُ

(۳) فَنَكَصَ اَبُوْبَكْرٍ عَلٰى عَقِبَيْهِ لِيَصِلَ الصَّفَّ

(۴) وَهَمَّ الْمُسْلِمُوْنَ اَنْ يَّفْتَتِنُوْا فِيْ صَلٰوتِهِمْ

(۵) فَاَشَارَ اِلَيْهِمْ بِيَدِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(۶) ثُمَّ دَخَلَ الْحُجْرَةَ وَاَرْخَى السِّتْرَ

(بخاری شریف: ج ۲، ص ۶۲۷، لاہور)

یہ ساری باتیں جب ہی بیان کی جاسکتی ہیں جب راوی دیکھ رہا ہو اور حدیث کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ راوی حضرت انس رضی اللہ عنہ، دوسرے صحابہ کرام کے

ساتھ نماز میں شامل تھے ——— کاشانۂ اقدس قبلہ سے بائیں جانب تھا، صحابہ کرام نے نماز ہی میں بائیں جانب رُخ پھیر کر سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی مگر کسی کی نماز نہ ٹوٹی، حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا اشارہ پاکر نماز مکمل کی گئی ——— قابل توجہ نکتہ یہ ہے کہ جب آپ کی طرف رُخ پھیرنے سے نماز میں خلل واقع نہ ہوا تو دعا میں آپ کی طرف رُخ پھیرنے سے کیسے خلل واقع ہو سکتا ہے؟ جب کہ دعا کرتے وقت قبلہ رو ہونا بھی ضروری نہیں اگر ایسا ہوتا تو آپ خطبہ جمعہ میں قبلہ کی مخالف سمت بارش کے لیے دعا نہ فرماتے ——— (بخاری شریف ج ۲، ص ۹۹۴ لاہور) ——— یہ باتیں نورانی عقل سے سمجھنے کی ہیں جو محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے پیدا ہوتی ہے ——— سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے پیاروں سے فرمارہے ہیں ——— مَنْ لَمْ یَزُرْ قَبْرِیْ فَقَدْ جَفَانِیْ (تقی الدین سبکی: شفاء السقام فی زیارۃ خیر الانام، ص ۳۸) ——— "جس نے میری قبر کی زیارت نہ کی اس نے مجھ پر ظلم کیا" ——— اللہ اکبر! کس پیار سے محبت والوں کو بلا رہے ہیں! ——— محبت و ادب کا تقاضا یہی ہے جو کھڑا ہو یا بیٹھا ہو، دست بستہ ہو یا دعا مانگ رہا ہو، رخ آپ ہی کی طرف ہو ——— آپ نے بلایا ہے، آپ کے در پر آئے ہیں ——— آپ سے منہ پھیر کر کہاں جائیں گے؟ ——— مذاہب اربعہ کے اکثر علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ زائر جب روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضر ہو تو سلام اور دعا کے وقت اپنا رخ آپ ہی کی طرف رکھے۔ امام تقی الدین سبکی نے اُن مالکی، حنفی، شافعی، اور حنبلی علماء کے مفصل اقوال نقل کئے ہیں جو دعا کے وقت قبر شریف کی طرف رُخ کرنے کے قائل ہیں (امام تقی الدین سبکی: شفاء السقام فی زیارۃ خیر الانام، ص ۱۶۳) ——— سلف صالحین کا صدیوں یہی عمل رہا اور اب بھی جنت البقیع شریف اور شہداء احد کے مزارات پر دعا کرنے والے اسی طرف ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے ہیں، کوئی روکنے والا نہیں روکتا ——— جب وہاں کوئی روک ٹوک نہیں تو اس دربار میں بدرجۂ اولی یہ روک ٹوک نہ ہونی چاہیے

——— ہاں یہ ضروری ہے کہ جالی شریف سے چار ہاتھ دور رہے، جالی شریف کو ہاتھ نہ لگائے، یہ سیہ کار ہاتھ اس لائق نہیں، یہ کیا کم ہے کہ سیہ کاروں اور گنہ گاروں کو اپنے حضور بلا کر سرفراز فرمایا! ——— مگر ہاں ان کے پیاروں کی بات اور ہے ——— حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کو ملک شام میں زیارت ہوئی ——— فرما رہے ہیں ——— مَا هٰذِهِ الْجَفْوَةُ يَا بِلَالُ! أَمَا آنَ لَكَ تَزُوْرُنِيْ يَا بِلَالُ! (تقی الدین سبکی: شفاء السقام بحوالہ ابن عساکر، ص ۵۶) ——— "اے بلال یہ کیسی جفا ہے! کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ تم ہماری قبر کی زیارت کے لیے آؤ؟" ——— خواب دیکھنا تھا، زیارت قبر انور کے لیے چل پڑے ——— شاید زیارت روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے یہ پہلا سفر تھا جو ایک صحابی رسول نے کیا ——— فَرَكِبَ رَاحِلَتَهٗ وَقَصَدَ الْمَدِيْنَةَ (ایضاً، ص ۵۶) ——— "مدینہ منورہ کے ارادے سے اپنی سواری پر سوار ہوئے" ——— اور جب مدینہ منورہ پہنچے ——— فَاَتَى قَبْرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ يَبْكِيْ عِنْدَهٗ وَيُمَرِّغُ وَجْهَهٗ عَلَيْهِ (ایضاً، ۵۶) ——— "تو قبر انور پر حاضر ہوئے، رو رہے تھے، آنسوؤں کی جھڑی لگی تھی اور اپنا چہرہ قبر انور سے مل رہے تھے" ——— حدیث پاک میں حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کی حاضری کا جو نقشہ کھینچا ہے وہ بڑا ہی دل گداز ہے ——— دل تڑپ جاتا ہے، آنکھیں اشکبار ہو جاتی ہیں، ہاں ——— ہاں جس کے دل پر گزرتی ہے وہی خوب جانتا ہے ؎

عاشق نہ شدی و محنت الفت نہ کشیدی
کس پیش تو غم نامۂ ہجراں چہ کشاید؟

جو زائرین روضۂ انور کی زیارت کے لیے آتے ہیں اور ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا چاہتے ہیں اُن کے بارے میں مانعین کے نزدیک کئی احتمالات ہو سکتے ہیں ——— ایک احتمال تو یہ ہے کہ وہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو زندہ سمجھتے ہیں دوسرا احتمال یہ ہے کہ وہ آپ کے وسیلے دعا مانگنا چاہتے ہیں، تیسرا احتمال یہ ہے کہ آپ کو (معاذ اللہ) معبود و مسجود سمجھتے ہیں ———

(۱) حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی تو بہت عالی ہے، قرآن حکیم تو ہر شے کی زندگی کا اس طرح ذکر فرما رہا ہے ——— وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ وَلٰکِنْ لَّا تَفْقَہُوْنَ تَسْبِیْحَہُمْ ط (اسراء: ۴۴) ——— "اور کوئی چیز نہیں جو اسے سراہتی ہوئی اس کی پاکی نہ بولے ہاں تم ان کی تسبیح نہیں سمجھتے" ——— کنکریاں بھی بولتی ہیں، حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان بولوں کو اپنے کرم سے ابوجہل کو سنوا دیا ——— قرآن کریم میں جا بجا دنیا کی زندگی کے مقابلے میں آخرت کی زندگی کا ذکر ہے ——— اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ اشْتَرَوُا الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا بِالْاٰخِرَۃِ الآیہ (بقرہ: ۸۶) ——— "یہ وہی ہیں جنہوں نے دنیا کی زندگی کے بدلے آخرت کی زندگی خرید لی" ——— دوسری جگہ ارشاد فرمایا ——— لَہُمُ الْبُشْرٰی فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ ط الآیہ (یونس: ۶۴) ——— "ان کے لیے دنیا اور آخرت کی زندگی میں خوشخبری ہے" ——— اور دنیا و آخرت کی زندگی کے لیے فرمایا ——— وَمَا ہٰذِہِ الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَآ اِلَّا لَہْوٌ وَّلَعِبٌ ط وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَۃَ لَہِیَ الْحَیَوَانُ لَوْ کَانُوْا یَعْلَمُوْنَ ہ (عنکبوت: ۶۴) "اور یہ دنیا کا جینا تو بس دل بہلانا اور کھیلنا ہے اور زندگی تو آخرت کا گھر ہی ہے اگر ان کو سمجھ ہوتی" ——— دنیا کی موت اور زندگی ایک آنے والی اہم زندگی کے لیے آزمائش کے وسائل ہیں ——— اَلَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوۃَ لِیَبْلُوَکُمْ اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ط (ملک: ۲) ——— "یہ موت و زندگی اس لیے پیدا کی گئی ہیں تاکہ ہم یہ آزمائیں تم میں کس نے

اچھے کام کیے ہیں؟ ——— یعنی اصل زندگی تو آزمائش کے بعد والی زندگی ہے جس کا ہمیں ادراک نہیں ——— وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ○ (بقرہ : ۱۵۴) ——— "جو اللہ کی راہ میں مارے گئے ان کو مردہ نہ کہو، وہ تو زندہ ہیں مگر تم اُن کی زندگی کی سمجھ نہیں رکھتے"۔ ——— یہ شہید جن کی زندگی کی قرآن گواہی دے رہا ہے جب مرجاتے ہیں تو ان کی بیویوں سے نکاح جائز ہے مگر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے پردہ فرمانے کے بعد آپ کی ازواج مطہرات سے نکاح حرام ہے ——— وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَآ اَنْ تَنْكِحُوْٓا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖٓ اَبَدًا ؕ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا ○ (احزاب : ۵۳) ——— اور تم کو سزاوار نہیں کہ تم اللہ کے رسول کو تکلیف دو، اور نہ یہ لائق ہے کہ اُن کی ازواج سے اُن کے بعد کبھی بھی نکاح کرو، بے شک یہ اللہ کے نزدیک بڑی سخت بات ہے ——— اس آیہ کریمہ سے معلوم ہوا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی شہیدوں سے بھی ارفع و اعلیٰ ہے ——— حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کی کیا شان بیان کروں! ——— قرآن حکیم میں ارشاد ہو رہا ہے ——— فَانْظُرْ اِلٰٓى اٰثٰرِ رَحْمَتِ اللّٰهِ كَيْفَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ الآیہ (روم : ۵۰) ——— "اللہ کی رحمت کی نشانیوں کو تو دیکھو کہ وہ مرے پیچھے کیسے زندہ کرتا ہے"! ——— وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ○ (انبیاء : ۱۰۷) ——— "ہم نے آپ کو دو عالم کے لیے رحمت بنا کر ہی بھیجا ہے" ——— آپ نے سارے عرب کو زندہ کر دیا پھر زندہ ہونے والوں نے ساری دنیا کو زندہ کر دیا ——— غور تو فرمائیں زندگی رحمت کی نشانی ہے پھر رحمت کی کیا شان ہوگی!

(۲) دوسرا احتمال یہ ہے کہ زائرین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے گناہوں کی مغفرت کا وسیلہ بناتے ہیں ——— بیشک یہ ادب اللہ نے سکھایا ہے، کسی انسان نے

نہیں سکھایا ـــــــ جب آدم علیہ السلام کو پیدا کیا، فرشتوں سے سجدہ کرایا اور جنت میں ایک ہدایت کے ساتھ بھیجا ـــــــ مگر لغزش ہونی تھی ہو گئی ـــــــ پھر زمین پر اتار دیا گیا ـــــــ ندامت و شرمساری کی وجہ سے صدیوں آپ روتے رہے بالآخر ـــــــ فَتَلَقّٰٓی اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ○ (البقرہ: ۳۷) ـــــــ "پھر سیکھ لیں آدم نے اپنے رب سے چند باتیں، بیشک وہی ہے توبہ قبول کرنے والا، مہربان" ـــــــ اللہ تعالٰی مختارِ کل ہے جس وقت چاہتا توبہ قبول کر سکتا تھا، وہ کلمات تلقین کرنے اور اپنے حضور توبہ مانگنے کا سلیقہ سکھانے کا محتاج نہ تھا ـــــــ مگر نہیں کلمات سکھائے گئے اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوبیت کو تخلیق کے روزِ اول ہی آشکار کر دیا گیا

وہ کلمات کیا تھے؟ ـــــــ سنیے سنیے۔

ـــــــ یَا رَبِّ اَسْئَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ لَمَّا غَفَرْتَ لِیْ ـــــــ

(فتاوٰی ابن تیمیہ، ج ۲، ص ۱۵۰) ـــــــ اے میرے پروردگار! تیری بارگاہ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا وسیلہ دیتا ہوں کہ مجھے معاف فرما دے" ـــــــ انبیاء علیہم السلام اور ان کی امتوں نے حضرت آدم علیہ السلام کی اسی سنت پر عمل کیا، قرآن حکیم میں اس کا ذکر موجود ہے ـــــــ وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚ فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ ۚ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ○ (بقرہ: ۸۹) ـــــــ "اور وہ اس کے آنے سے پہلے اس کے وسیلے سے کافروں پر فتح و نصرت کی دعائیں مانگا کرتے تھے، پھر جب وہ جانا پہچانا آیا تو اس کو نہ مانا تو انکار کرنے والوں پر اللہ کی لعنت ہو" ـــــــ خود سورۂ فاتحہ میں صالحین کی راہ گزر کے وسیلے کا ذکر موجود ہے، اس کے بغیر صراطِ مستقیم کا ملنا ممکن نہیں ـــــــ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِيْنَ

اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡهِمۡ ۙ۬ (فاتحہ : ۵-۶) ——— "ہم کو سیدھے راستے چلا، راستہ ان کا جن پر تو نے انعام فرمایا" ——— اللہ کو معلوم ہے کہ صراط مستقیم کیا ہے، جب اس سے مانگ رہے ہیں تو وہ ضرور صراط مستقیم پر چلا سکتا ہے، صراط مستقیم کی تشریح و تفصیل کی ضرورت نہ تھی، تشریح و تفصیل اس لیے کی گئی تاکہ کوئی مانگنے والا اللہ کے محبوبوں سے بے نیاز ہو کر ان سے پیٹھ پھیر کر نہ مانگے ——— ان کا راستہ ہی صراط مستقیم ہے ——— اس راستے کو اللہ نے اپنا راستہ فرمایا ہے ——— وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِیۡ مُسۡتَقِیۡمًا فَاتَّبِعُوۡهُ ۚ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ الآیہ (انعام : ۱۵۳) ———

صحابہ کرام نے بھی حضرت آدم علیہ السلام کی سُنّت پر عمل کیا ——— تمام مسلمانوں کو ہدایت کی گئی تھی ——— وَلَوۡ اَنَّهُمۡ اِذۡ ظَّلَمُوۡۤا اَنۡفُسَهُمۡ جَآءُوۡكَ فَاسۡتَغۡفَرُوا اللّٰهَ وَاسۡتَغۡفَرَ لَهُمُ الرَّسُوۡلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيۡمًا ۝ (نساء : ۶۴) ——— "اور وہ لوگ جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا تمہارے حضور حاضر ہوں پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول یعنی آپ بھی اُن کی شفاعت فرمائیں تو بیشک اللہ کو معاف کرنے والا پائیں" ——— بروایت عتبی ایک اعرابی قبر انور پر حاضر ہوئے ——— مضطرب و بیقرار اور اشکبار ——— عرض کیا ——— یاخَیۡرَ الرُّسُلِ ! اِنَّ اللّٰهَ اَنۡزَلَ عَلَیۡكَ کِتَابًا صَادِقًا قَالَ فِیۡهِ وَلَوۡ اَنَّهُمۡ اِذۡ ظَّلَمُوۡا اَنۡفُسَهُمۡ جَآءُوۡكَ فَاسۡتَغۡفَرُوا اللّٰهَ وَاسۡتَغۡفَرَ لَهُمُ الرَّسُوۡلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِیۡمًاؕ وَاِنِّیۡ جِئۡتُكَ مُسۡتَغۡفِرًا رَبَّكَ مِنۡ ذُنُوۡبِیۡ مُسۡتَشۡفِعًا فِیۡهَا بِكَ (وفی روایۃ) قَدۡ جِئۡتُكَ مُسۡتَغۡفِرًا مِنۡ ذَنۡبِیۡ مُسۡتَشۡفِعًا بِكَ اِلٰی رَبِّیۡ ثُمَّ بَکٰی الآخرہ (تقی الدین سبکی : شفاء السقام بحوالہ ابن عساکر، ص ۶۶، المغنی، ص ۶۰۰)

"یاخیرالرسل ! بیشک اللہ نے آپ پر سچی کتاب نازل فرمائی جس میں فرمایا ——— اور جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں، تو اے محبوب ! اگر وہ تمہارے حضور حاضر ہوں پھر اپنے

گناہوں کی) اللہ سے معافی چاہیں اور رسول (یعنی آپ بھی) اُن کی شفاعت کریں تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے ــــــ میں اپنے رب سے اپنے گناہوں کی معافی چاہنے کے لیے حاضر ہوا ہوں اور اس کے لیے آپ کی شفاعت کا امیدوار ہوں۔

(ایک روایت میں یہ کلمات ہیں) ــــــ "بیشک اپنے گناہوں کی معافی چاہنے اور رب سے آپ کی شفاعت کی امید لے کر آپ کے حضور حاضر ہوا ہوں" ــــــ پھر وہ زار و قطار رونے لگا ــــــ

پھر راوی نے خواب میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی، آپ راوی (عتبیٰ) سے فرمارہے ہیں ــــــ یَا عُتْبِیُّ اَلْحِقِ الْاَعْرَابِیَّ فَبَشِّرْهُ اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی قَدْ غَفَرَ لَهٗ (موفق الدین وشمس الدین: المغنی والشرح الکبیر علی متن المقنع فی فقہ الامام احمد بن حنبل، بیروت ۱۴۰۴ھ/۱۹۸۴ء ۶، ص ۶۰۱-۶۰۰) ــــــ "اے عتبیٰ! اس اعرابی سے مل کر اس کو خوشخبری سنا دو کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو معاف فرما دیا"۔ ــــــ "بیشک سوالی بن کر اسی دربار میں آنا ہے، وہ خود فرمارہا ہے" ــــــ وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ ط اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ لا الآیہ (بقرہ: ۱۸۶) ــــــ

"اور جب میرے بندے تم سے میرے بارے میں پوچھیں تو میں اُن کے قریب ہوں، دعا مانگنے والا جب مجھ سے دعا کرے تو میں دعا قبول کرتا ہوں" ــــــ بندگی کا حق جب ہی ادا ہو گا کہ رُخ آپ کی طرف ہو اور دعا اللہ سے کی جائے ــــــ مولیٰ تعالیٰ کو اپنے بندوں کی یہی ادا پسند ہے کیونکہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چاہنے والوں کے مالک و مولیٰ اور ہمدم و دمساز ہیں ــــــ خود فرمارہے ہیں ــــــ اَنَا اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ فَمَنْ تُوُفِّیَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ فَتَرَكَ دَیْنًا فَعَلَیَّ قَضَاءُهٗ وَمَنْ تَرَكَ مَالًا فَهُوَ لِوَرَثَتِهٖ (مشکوٰۃ باب الافلاس والانظار، ص ۲۵۲) ــــــ "میں مومنین کا ان کی جانوں سے زیادہ

مالک ہوں، اگر کوئی مرگیا اور اس نے اپنے بعد قرض چھوڑا تو اس کا ادا کرنا میرے ذمہ ہے اور اگر اس نے مال ترکہ میں چھوڑا تو وہ اس کے وارثوں کا ہے"۔ ـــــــ اللہ اکبر! وہ ایسے کریم ہیں کہ کچھ دینا ہو تو وہ دیں گے اور کچھ لینا ہو تو ورثاء لیں گے ـــــــ وہ تو بے نیاز ہیں اور بے نیاز ہیں ہاں، بے نیاز کے محبوب، صلی اللہ علیہ وآلہ وازواجہ واصحابہ وسلم ـــــــ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی بات تو بہت بلند ہے قرآن کریم کے مطالعہ سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ مقربین بارگاہ الٰہی کو وسیلہ بنایا جا سکتا ہے ـــــــ ارشاد ہو رہا ہے ـــــــ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ وَيَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَيَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ (بنی اسرائیل: ۵۷) ـــــــ وہ (جن و فرشتے) جن کو یہ (اہل مکہ پکارتے ہیں) وہ خود ڈھونڈتے ہیں اپنے رب تک وسیلہ کو کہ کونسا بندہ بہت نزدیک ہے اور امید رکھتے ہیں اُس کی مہربانی کی اور اُس کے عذاب سے ڈرتے ہیں"۔ ـــــــ اس آیت سے معلوم ہوا کہ مقربین کے وسیلے سے دعا مانگنی عین منشاء الٰہی ہے پھر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کون قریب ہوگا؟

(۳) تیسرا احتمال یہ ہے کہ دعا کے لیے آپ کی طرف ہاتھ اٹھانے والا (معاذ اللہ) آپ کو معبود و مسجود سمجھتا ہے ـــــــ محض دعا کے لیے ہاتھ اٹھانے سے یہ بدگمانی کرنا بہت بڑی بدگمانی ہے ـــــــ بیت اللہ شریف اور محراب مسجد کی طرف بھی سجدہ کیا جاتا ہے مگر کوئی اُن کو معبود و مسجود نہیں سمجھتا تو پھر محض دعا کرنے والے کی طرف سے یہ بدگمانی نہ ہونی چاہیئے ـــــــ چاند کو دیکھ کر چاند کی طرف ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا سنت ہے ـــــــ کھانا کھانے کے بعد کھانے کی طرف منہ کر کے دعا کرنا سنت ہے ـــــــ جنازے سے رہ جانے والے جنازے کی طرف منہ کر کے دعا کر سکتے ہیں، صحابہ نے دعا کی ہے ـــــــ مگر کوئی یہ گمان نہیں کرتا کہ دعا کرنے والا چاند کو معبود سمجھتا ہے، کھانے

کو قاضی الحاجات سمجھتا ہے اور جنازے کو حلاّل المشکلات (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) —— دل کا حال اللہ جانتا ہے، وہی عالم الغیب ہے، ہم کو کیا معلوم کسی کے دل میں کیا ہے، ہم دلوں کے احوال پر حکم نہیں لگا سکتے —— ہمیں بدگمانی سے روکا گیا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے —— يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ۭ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ ۝ (حجرات : ۱۲)

—— "اے ایمان والو! تہمتیں رکھنے سے بچتے رہو، بعض تہمتیں گناہ ہیں، اور بھید نہ ٹٹولو کسی کا اور پیٹھ پیچھے ایک دوسرے کو برا نہ کہو، بھلا یہ اچھا معلوم ہوتا ہے کہ تم میں کوئی اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے، اس سے تو تم کو گھن آئے گی، اللہ سے ڈرتے رہو، بیشک اللہ معاف کرنے والا، مہربان ہے۔" —— جو حضرات مواجہہ شریف میں حاضر ہیں اور دعا کرنے کے لیے ہاتھ اٹھا رہے ہیں ان کے لیے یہ بدگمانی کرنا کہ وہ حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کو معبود و مسجود سمجھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگ رہے ہیں بہت بڑی بدگمانی ہے —— پھر نظر داروں کا ہر پھر کے ایک ایک کی ٹوہ لگانا اس کی بھی آیت میں ممانعت ہے —— پھر زائرین کا پیٹھ پیچھے نظر داروں کو برا بھلا کہنا بھی آیت کریمہ کے منافی ہے —— شیخ محمد بن عبدالوہاب بھی ایسی بدگمانی کی اجازت نہیں دیتے، وہ اُس مخلص زائر کے بارے میں اظہارِ خیال کرتے ہوئے کہتے ہیں جس کا چہرہ، چہرۂ اقدس کی طرف ہے اور وہ آپ کے وسیلۂ جلیلہ سے اللہ کے حضور دعا مانگ رہا ہے —— ابن عبدالوہاب کہتے ہیں ——

فَاَيْنَ هٰذَا مِمَّنْ يَدْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصًا لَهُ الدِّيْنَ لَا يَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا وَلٰكِنْ يَقُوْلُ فِيْ دُعَائِهٖ اَسْئَلُكَ بِنَبِيِّكَ اَوْ بِالْمُرْسَلِيْنَ اَوْ

بِعِبَادِكَ الصَّالِحِيْنَ اَوْ بِقَصْدِ قَبْرٍ مَعْرُوْفٍ اَوْ غَيْرِهٖ؟ يَدْعُوْا عِنْدَهٗ لٰكِنْ لَا يَدْعُوْا اِلَّا اللّٰهَ مُخْلِصًا لَهُ الدِّيْنَ فَاَيْنَ هٰذَا مِمَّا نَحْنُ فِيْهِ الخ (فتاوی شیخ محمد بن عبدالوہاب، ج ۳، ص ۶۸) ——— "یہ شخص مشرکین میں کیسے ہوسکتا ہے جو مخلص ہوکر اللہ کو پکارتا ہے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا۔ صرف یہ کہتا ہے کہ اے اللہ! میں تجھ سے تیرے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) یا تیرے مرسلین، یا تیرے نیک بندوں کے وسیلہ سے دعا کرتا ہوں یا کسی جانی پہچانی یا انجانی قبر کے پاس دعا کرتا ہے مگر پکارتا ہے اللہ ہی کو اخلاص کے ساتھ تو ایسا شخص ہماری بحث میں داخل نہیں" ——— آنے والے اپنے آقا و مولیٰ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور حاضر ہیں ——— اُن کو اُن کے حال پر چھوڑ دیں ——— حضور صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے احوال سے باخبر ہیں سنیئے، سنیئے وہ کیا فرمار ہے ہیں ——— هَلْ تَرَوْنَ قِبْلَتِيْ هٰهُنَا فَوَاللّٰهِ مَا يَخْفٰى عَلَيَّ خُشُوْعُكُمْ وَلَا رُكُوْعُكُمْ اِنِّيْ لَاَرَاكُمْ مِنْ وَّرَآءِ ظَهْرِيْ (بخاری شریف، ج ۱، ص ۵۹) ——— "کیا تم دیکھتے ہو کہ میرا قبلہ یہاں ہے، خدا کی قسم تمہارا خشوع وخضوع اور تمہارا رکوع مجھ سے پوشیدہ نہیں بیشک میں اپنی پیٹھ پیچھے بھی دیکھتا ہوں" ——— خشوع کا تعلق باطن سے ہے اور رکوع کا تعلق ظاہر سے ہے، حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے باطنی اور ظاہری احوال سے باخبر ہیں ——— ایسی باخبر سرکار کے حضور حاضر ہوکر پیٹھ پھیرنا کتنی بڑی جرأت ہے ——— جب وہ ہم کو دیکھ رہے ہوں تو ہم کو کیا کرنا چاہیئے؟ ——— ہم کو اُدھر ہی رُخ کرنا چاہیئے ——— ادب کا یہی تقاضا ہے ——— محبت کی یہی پکار ہے۔

حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ——— قَدِمَ اَيُّوْبُ السَّخْتِيَانِيُّ وَاَنَا بِالْمَدِيْنَةِ فَقُلْتُ لَاَنْظُرَنَّ مَا يَصْنَعُ، فَجَعَلَ ظَهْرَهٗ مِمَّا

يَلِي الْقِبْلَةَ وَ وَجْهُهُ مِمَّا يَلِي وَجْهَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَكَىٰ غَيْرَ مُتَبَاكٍ ۔ (حسن کامل الملطاوی: رسول اللہ فی القرآن الکریم، قاہرہ ۱۹۷۲ء، ص ۵۰۰) ——— "ایوب سختیانی تشریف لائے اور میں مدینہ منورہ میں تھا تو میں نے کہا کہ ہم دیکھتے ہیں وہ کیا کرتے ہیں؟ ——— تو انہوں نے حاضری کے وقت اپنی پیٹھ قبلہ کی سمت کی اور اپنا چہرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ اقدس کی طرف کیا اور دل کھول کر روئے" ——— امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ نے مواجہہ شریف میں حاضری کا سلیقہ یہ سکھایا کہ زائر ——— يَقِفُ وَظَهْرُهُ لِلْقِبْلَةِ وَوَجْهُهُ إِلَى الْحُضْرَةِ (رسول اللہ فی القرآن الکریم، ص ۵۰۰) ——— "اس طرح کھڑا ہو کہ پیٹھ قبلہ کی طرف ہو اور اس کا چہرہ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب ہو" ——— اور المغنی میں بھی لکھا ہے ثُمَّ تَأْتِي الْقَبْرَ فَتَوَلَّىٰ ظَهْرَكَ الْقِبْلَةَ وَتَسْتَقْبِلَ وَسَطَهُ وَتَقُوْلَ الآخره ۔ (المغنی، بیروت ۱۹۸۲ء ص ۶۰) ——— "پھر تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور پر آؤ اور اپنی پیٹھ کو قبلہ کی طرف کرو اور قبر انور کے درمیان میں اس کی جانب منہ کرو پھر کہو" الخ ——— خلیفہ ابو جعفر منصور (م ۱۵۸ھ / ۷۷۵ء) نے امام مالک رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا ——— يَا أَبَا عَبْدِ اللّٰهِ أَسْتَقْبِلُ الْقِبْلَةَ وَأَدْعُوْا أَمْ أَسْتَقْبِلُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ؟ (الشفا بتعریف حقوق المصطفٰی، قاہرہ ۱۳۶۹ھ / ۱۹۵۰ء ص ۳۳) ——— "اے ابا عبد اللہ! جب میں (روضۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کے سامنے دعا کروں تو اپنا چہرہ قبلہ کی طرف کروں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب؟" ——— اس سوال کے جواب میں حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ نے جو روح پرور جواب عنایت فرمایا وہ سننے اور دل میں رکھنے کے قابل ہے ——— آپ نے فرمایا ——— لِمَ تَصْرِفُ وَجْهَكَ عَنْهُ وَهُوَ وَسِيْلَتُكَ وَوَسِيْلَةُ أَبِيْكَ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِلَى اللّٰهِ تَعَالَىٰ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

بَلْ اُسْتَقْبِلْهُ وَاسْتَشْفِعْ بِہٖ فَیُشَفِّعُهُ اللّٰہُ قَالَ اللّٰہُ تَعَالیٰ وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَھُمْ الآیہ (الشفاء، ص ۳۲) ——— "تو اپنا منہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ پھیر، ارے وہ اللہ کی بارگاہ میں قیامت کے دن تیرا اور تیرے باپ آدم علیہ السلام کا وسیلہ ہیں ——— آپ کی طرف رُخ کر کے آپ سے شفاعت کا سوال کر، اللہ تعالیٰ آپ کی شفاعت قبول فرماتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَھُمْ" الآیہ ——— امام نووی نے بھی امام مالک رضی اللہ عنہ کا یہ قول نقل فرمایا ہے ——— اِذَا اَرَادَ الرَّجُلُ اَنْ یَاْتِیَ قَبْرَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَیَسْتَدْبِرِ الْقِبْلَةَ وَیَسْتَقْبِلَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَیُصَلِّیْ عَلَیْہِ وَیَدْعُوْا (شفاء السقام، ص ۱۶۹ بحوالہ نووی، روس المسائل) ——— "جب کوئی شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور کی زیارت کے لیے آئے تو وہ قبلہ کی طرف پیٹھ کرے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منہ کرے اور آپ پر درود و سلام پیش کرے اور دُعا کرے۔"

——— ابن تیمیہ بھی یہی لکھتے ہیں کہ حاضری کے وقت سلام عرض کرے اور دعا کرے البتہ قبر انور کو مس نہ کرے (کہ یہ ادب کے خلاف ہے) (اقتضاء الصراط المستقیم، ص ۳۹۶) ———

یہی باتیں شیخ احمد رضا خاں بریلوی نے بھی کہی ہیں، انہوں نے زائر کو یہ نصیحتیں کی ہیں۔

۱- خبردار جالی شریف کو بوسہ دینے یا ہاتھ لگانے سے بچو کہ خلاف ادب ہے بلکہ چار ہاتھ فاصلے سے زیادہ قریب نہ ہو جاؤ۔

۲- قبر کریم کو ہرگز پیٹھ نہ کرو۔

۳- روضہ اقدس انور کا نہ طواف کرو، نہ سجدہ، نہ اتنا جھکنا کہ رکوع کے برابر ہو۔

(انوار البشارہ فی مسائل حج والزیارہ (۱۳۲۹ھ) لاہور، ص ۴۷-۴۸) اس دربار کا ادب یہی ہے کہ نہ دعا کے وقت پیٹھ پھیرے اور نہ جذبات سے مغلوب ہو کر جالی شریف کو ہاتھ لگائے ——— یہ گنہگار ہاتھ اس لائق کہاں!

ہاں، حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا دربار بڑے ادب کا دربار ہے ——— ایمان کا مدار ہی آپ کی تعظیم و تکریم پر ہے ——— صحابہ نے کبھی آپ کی موجودگی میں آپ سے پیٹھ نہ پھیری ——— ان کا رُخ تو نماز میں بھی آپ ہی کی طرف رہتا تھا، انہوں نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی ——— ان کی شان تو یہ ہے کہ جب کوئی قبلہ رُخ نماز میں مشغول ہو اور وہ آواز دیں تو قبلہ سے پیٹھ پھیر کر آپ کی آواز پر لبیک کہنا فرض ہے ——— اس حقیقت پر قرآن گواہ ہے ——— کیا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس بات کو پسند کریں گے کہ اس کے چاہنے والے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے پیٹھ پھیر کر کھڑے ہو جائیں، ہرگز نہیں ——— یقیناً یہ عمل اللہ و رسول کی ایذا کا باعث ہوگا اور اللہ و رسول کو ایذا دینا کوئی معمولی بات نہیں ——— بہت بڑی بات ہے ——— ان کی سرکار تو عالی ہے ——— کسی بادشاہ کے دربار میں، بادشاہ سے پیٹھ پھیر کر کوئی نماز بھی پڑھنے لگے تو یقیناً اس کو آداب شاہی کے خلاف سمجھا جائے گا ——— نماز پڑھنے والے کو دربار سے ہٹا دیا جائے گا، ہرگز اجازت نہ دی جائے گی کہ وہ بادشاہ کے سامنے پیٹھ پھیر کر نماز پڑھتا رہے ——— جب دنیوی بادشاہوں کے دربار کا یہ عالم ہے تو اس دربار کا کیا عالم ہوگا جہاں خود احکم الحاکمین متوجہ ہونے کا حکم دے رہا ہے ——— صدیوں ہمارے اسلاف و اکابر کا یہی عمل رہا، ائمہ اربعہ بھی اس پر متفق ہیں کہ جب روضہ شریف کے سامنے دعا کرنے والا دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے تو چہرہ سرکار کی طرف رہے ——— اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو سچوں کے ساتھ رہنے کی ہدایت فرمائی ہے ——— یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ۝ (توبہ: ۱۱۹) ——— "اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو اور سچوں کے ساتھ رہو کہ سچے گمراہ نہیں ہو سکتے ——— اسی میں سعادت ہے کہ قرآن و حدیث کی پیروی کریں اور صالحین کے راستہ

پر چلتے رہیں۔

ہاں جو شب و روز حضور میں حاضر ہیں اُن کو اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیئے، کیسا کرم فرمایا اُس نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کا قرب عطا فرمایا، اللہ تعالیٰ نے جسکی اطاعت کا انبیاء علیہم السلام سے عہد لیا پھر ہر نبی نے اپنی اپنی اُمت میں اس کے ذکر و اذکار کیئے ——— اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے آخری محفل سجائی اور بھری محفل میں اعلان فرمایا ——— وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ (صف: ۶) ——— " اس نبی کی خوشخبری سناتا ہوں جو میرے بعد آئے گا اور جس کا نام 'احمد' ہو گا" ——— ہاں صدیوں سے جس کا انتظار تھا وہ نبی آ گیا ——— اس کے جوار میں رہنے والوں کو اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیئے۔ جو ہزار تمناؤں اور آرزوؤں کے بعد شاید زندگی میں ایک بار آئے ہیں ——— اُن کے دل میں محبت کی آگ سلگ رہی ہے ؎

هَلِ الْحُبُّ إِلَّا زَفْرَةٌ بَعْدَ زَفْرَةٍ

وَحَرٌّ عَلَى الْأَحْشَاءِ لَيْسَ لَهُ بَرْدُ

ان کو صحابی رسُول حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کی سُنت پر عمل کرنے دیجیئے ——— ان کو عاشق دل فگار اعرابی کی سُنت پر عمل کرنے دیجیئے ——— ذرا غور تو فرمائیں ہمارے گھروں میں ٹی۔وی اور ڈش اینٹینا نے کیا قیامت ڈھا رکھی ہے ——— گھر گھر لوگ محرمات و منکرات دیکھنے میں مگن ہیں ——— ایسے ماحول میں روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پہ یہ نظر داریاں، یہ پابندیاں انسان کو حیرت میں ڈالے دیتی ہیں ——— تہذیب جدید نے ہمارے چہرے منکرات و فواحش کی طرف پھیر دیئے ——— ہم مواجہہ شریف سے رُخ پھیر رہے ہیں! ——— سچ تو یہ ہے کہ جس نے اس طرف رُخ کیا وہ اللہ کا ہو گیا، جس نے اس دربار سے منہ پھیرا وہ کہیں کا نہ رہا غیر اللہ کی محبت میں گرفتار ہو گیا ——— اللہ تعالیٰ ہم کو

اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن سے وابستہ رکھے، آپ کی محبت میں ہمارا خاتمہ فرمائے اور آپ کے زیرِ داماں ہمارا حشر فرمائے۔ آمین اللّٰھم آمین ! ؎

یَا اَکْرَمَ الثَّقَلَیْنِ یَا کَنْزَ الْوَرٰی

جُدْ لِیْ بِجُوْدِكَ وَارْضِنِیْ بِرِضَاكَ

بیشک، وَاللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَحَقُّ اَنْ یُّرْضُوْہُ اِنْ کَانُوْا مُؤْمِنِیْنَ ○ (توبہ: ۶۲)

(اور اللہ اور رسول کا حق زیادہ تھا کہ ان کو راضی کرتے، اگر وہ ایمان رکھتے تھے)

۲۱ ذوالحجہ ۱۴۱۵ھ

۲۱ مئی ۱۹۹۵ء

احقر محمد مسعود احمد عفی عنہ

۲/۱۷۔سی، پی۔ای۔سی۔ایچ سوسائٹی

کراچی (سندھ) اسلامی جمہوریۂ پاکستان۔

ھدیہ ۱۰ روپے

وکونوا مع الصادقین

اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ